سورج کا مغرب سے طلوع ہونا

پہلا پہلو

رسول اللہ ﷺ جب مبعوث کیے گئے تو اس وقت پوری دنیا کے اکثر لوگوں کا سورج اور زمین کے حوالے سے ایک ہی نظریہ تھا اور وہ یہ کہ زمین روٹی کی طرح چپٹی ہے اس میں خشکی درمیان میں ہے اس کے گرد پانی اور پانی کے گرد زمین کے کنارون پر پہاڑوں کی باڑ ہے جن پر آسمان اس طرح ٹکا ہوا ہے جیسے کوئی گنبد ہوتا ہے بلکل اسی طرح پہاڑوں پر پڑا ہوا ہے یعنی زمین کے گرد پہاڑ وہ ستون ہیں جن پر آسمان کے کنارے ٹکے ہوئے ہیں۔

اور یہ کہ زمین حرکت کر رہی ہے یہ کسی کے گمان میں بھی نہ تھا۔ سورج کے حوالے سے نظریہ یہ تھا کہ سورج زمین کے مشرق سے طلوع ہوتا ہے اور مغرب میں غروب ہو جاتا۔ اور ایسا بیک وقت پوری دنیا کے لوگوں پر ہوتا ہے۔ یعنی جب سورج غروب ہو رہا ہوتا ہے تو اس وقت پوری دنیا کے باشندے سورج کو غرب ہوتا دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اور پھر ایک ہی وقت میں پوری دنیا کے لوگوں پر طلوع ہوتا ہے یعنی سورج کا طلوع کا بھی ایک مقام ہے اور غروب ہونے کا بھی ایک ہی مقام ہے۔ یوں رات بھر سورج غروب ہی رہتا ہے۔

اس وقت رسول اللہ ﷺ نے یہ کہا کہ جب سورج مغرب سے طلوع ہو گا تب کسی نفس کو ایمان لانا نفع نہ دے گا الا یہ کہ وہ اصلاح کرنے والے اعمال نہ کر لے ایمان میں خیر نہ کما لے۔

آج سے کچھ دہائیاں پہلے جب انسان پر یہ راز کھلا کہ زمین چپٹی نہیں گول ہے گیند کی مانند اور سورج نہیں بلکہ زمین گردش کر رہی ہے جس کی وجہ سے دن اور رات آتے جاتے ہیں۔ اور ایسا نہیں ہے کہ سورج رات بھر غروب ہوتا ہے بلکہ سورج تو ہر لمحہ دنیا پر کہیں نہ کہیں طلوع ہی رہتا ہے سورج غروب ہوتا ہی نہیں۔ اس سے پہلے پوری دنیا کے لوگوں کا یہ نظریہ تھا کہ سورج مغرب میں جہاں اسے وہ اپنی آنکھوں سے غروب ہوتا دیکھ رہے ہوتے تھے وہاں غروب ہو جاتا ہے۔ لیکن جب آج سے کچھ عرصہ پہلے یہ راز کھلا ہے تو پتہ چلا کہ جہاں ہم سورج کو غروب ہوتا دیکھ رہے ہوتے ہیں اسی مقام سے اسی وقت مغرب سے دنیا کے کئی خطوں پر طلوع ہو رہا ہوتا ہے۔

یعنی کہ رسول اللہ ﷺ اگر اس وقت یہ کہتے کہ زمین گیند کی طرح گول ہے اور سورج زمین کے مشرق سے مغرب کے طرف آتا جاتا نہیں بلکہ سورج تو ایک ہی مقام پر اپنے ہی محور پر گھوم رہا ہے نہ کہ زمین کے گرد لیکن زمین گھوم رہی ہے جس کی وجہ

سے دن رات ہوتے ہیں تو اکثریت ایمان لانے کی بجائے تکذیب کر دیتی ۔ کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سورج سفر نہیں کر رہا حالانکہ ہم اپنی آنکھوں سے سورج کو آتا جاتا دیکھ رہے ہیں ۔ اور اگر زمین اتنی غیر معمولی رفتار سے گھوم رہی ہوتی تو زمین پر کچھ ہلتا جلتا اور کے کچھ اثرات تو واضع ہوتے اس لیے یہ بات غلط اور ایسا ناممکن ہے یوں اکثریت ایمان لانے کی بجائے کفر کر دیتی ۔ اسی کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ نے صرف علم ہی نہیں بلکہ اس علم کو پوری حکمت کیساتھ استعمال کیا ۔ ایسے الفاظ استعمال کیے جو کہ انتہائی غیر معمولی ہیں ۔ اگر ہم تھوڑا سا بھی غور کریں تو یہ حیران کر دینے والی انتہائی غیر معمولی بات ہے ۔ رسول اللہ ﷺ نے بات ایسے کی کہ گویا وہ حقیقت کے برعکس ہے یعنی کہ سورج زمین کے گرد گھوم رہا ہے جو کہ جھوٹ تھا ۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے الفاظ نہ صرف بلکل حق پر مبنی تھے بلکہ بہت ہی پیچیدہ ترین بھی ہیں ۔ گہرائی میں جا کر سمجھے بغیر یہی لگتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ کہا کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا ۔ یعنی زمین الٹا گھومنا شروع کر دے گی جو کہ قرآن میں اللہ سبحان وتعالیٰ نے بھی نفی کر دی کہ ایسا ممکن ہی نہیں ۔

لاتبدیل لخلق اللہ اور لاتبدیل لسنۃ اللہ والی آیات ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں ہے تبدیلی اللہ کی خلق کے لیے ۔

یعنی اللہ کی خلق تبدیلی کی متحمل ہے ہی نہیں اگر اللہ کی خلق میں کوئی تبدیلی کی جائے گی تو اس کا انجام صرف اور صرف تباہی کی صورت میں نکلے گا ۔ تبدیلی کے بعد وہ ٹھیک نہیں رہ سکتی ۔

نہیں ہے تبدیلی اللہ کی سنت کے لیے ۔

یعنی اللہ کا جو بھی طریقہ ہے وہ تبدیلی کا متحمل ہو ہی نہیں سکتا اگر اس میں تبدیلی کی جائے گی تو اس سے خرابیاں ہوں گی اور بالآخر تباہی آئے گی اور پھر یہ بھی کہ اللہ سبحان وتعالیٰ اپنی سنت یعنی طریقے میں تبدیلی نہیں کرتا ۔

اس لیے اگر یہ نظریہ رکھنا کہ زمین کو اللہ سبحان وتعالیٰ الٹا گھمائیں گے جس کی وجہ سے سورج الٹا گھومتا نظر آئے گا تو قرآن اس کی یکسر نفی کرتا ہے اللہ کے قانون میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ۔

بظاہر تو ایسا ہی لگتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ کہا کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو سورج الٹا سفر کرتا ہوا نظر آئے گا لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج جس مقام پر ہم سورج کو غروب ہوتا دیکھ رہے ہوتے ہیں وہ غروب ہوتا ہی نہیں اسی وقت اسی مقام غروب یعنی مغرب سے دنیا کے بہت سے خطوں پر سورج طلوع ہو رہا ہوتا ہے ۔ پہلے لوگوں کو اس کا قطعاً علم نہ تھا وہ تو سمجھتے تھے کہ پوری دنیا پر ہی سورج غروب ہو جاتا ہے ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سورج تو غروب ہوتا ہے نہیں ۔

اگر ہم کسی ایک مقام پر موجود ہیں جہاں ہمارے لیے سورج غروب ہو رہا ہوتا ہے اسی مقام غروب سے دنیا کے بہت سے خطوں کے باشندوں پر سورج طلوع ہو رہا ہوتا ہے۔ ہمارے لیے تو سورج غروب ہو رہا ہوتا ہے لیکن حقیقت میں وہ غروب نہیں بلکہ دنیا کے بہت سے لوگوں پر وہاں سے طلوع ہو رہا ہوتا ہے۔ ہمارا لیے مقام غروب تو دوسروں کے لیے وہی مقام طلوع ہوتا ہے۔

اور یہ راز موجودہ دور میں کھلا جب اللہ سبحان وتعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوا۔

سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ . فصلت ۵۳

عنقریب ہم دیکھائیں گے انہیں اپنی آیات بلندیوں میں اوران کی اپنی ذاتوں میں یہاں تک کہ اِن کے لیے اُن کے ذریعے بلکل کھل کر واضع ہو جائے کہ اس میں کچھ شک نہیں وہ حق ہے

اس سے پہلے سوائے ان چند خواص کے جو رسول اللہ ﷺ کے بہت قریبی اور ذہین اصحاب تھے جن کے پاس محمد رسول اللہ ﷺ سے براہ راست علم پہنچا یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کے قریب ترین جو اصحاب تھے یا ان کے ذریعے نسل در نسل اگر کسی تک پہنچا ان کے علاوہ کسی کو اس کا علم نہ تھا۔ جو آج اللہ سبحان وتعالیٰ کے وعدے کے مطابق پوری دنیا کے ہر خاص و عام پر کھل چکا ہے۔

اس سے ثابت ہو گیا کہ اب غیب تو غیب رہا ہی نہیں۔ جب غیب کھل کر واضع ہو گیا تو غیب نہ رہا اور ایمان تو غیب پر لایا جاتا ہے نہ کہ جس کے بارے واضع علم ہو یا جو شئے سامنے موجود ہو۔ جو سامنے موجود ہو یا یقین کی حد تک علم آ جائے تب ایمان لانا یعنی اسے تسلیم کر لینا مجبوری بن جاتا ہے اس کے انکار کا تو کوئی جواز ہی نہیں رہتا اور نہ ہی انکار کیا جا سکتا ہے۔ امتحان تو تب تھا جب یہ سب کچھ غیب تھا اس وقت ایمان لانا امتحان تھا۔ تب صرف وہی ایمان لاتے تھے جن کے دل گواہی دیتے تھے لیکن آج تو ایمان لانا یعنی اللہ کے جو اس سے پہلے غیب تھے انہیں تسلیم کرنا مجبوری بن چکا ہے اب اس کا انکار کرنا ہی ناممکن ہے اس لیے آج ایمان لانا کوئی نفع نہیں دے گا بلکہ ایمان لانے کے بعد جو ایمان لانے کا مقصد ہے جب تک وہ پورا نہیں کیا جائے گا تب تک اللہ کے نزدیک کافر ہی ٹھہریں گے۔

سورج کا مغرب سے طلوع ہونے کا ایک رخ یہ تھا جو سمجھنے کے لیے بہت ہی مشکل ترین پہلو تھا اگر اسے نہ سمجھا جائے تو انسان لامحالہ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ افتراء کر بیٹھے گا کہ رسول اللہ ﷺ نے جھوٹ کہا کہ ایسا ممکن ہی نہیں کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جیسے لوگ پہلے سمجھتے تھے اور آج بھی اکثریت یہی سمجھتی ہے کہ سورج آنکھوں سے مغرب سے مشرق کی طرف سفر کرتا ہوا نظر آئے گا۔ جو کہ اللہ کے قانون میں سرے سے ہے ہی ناممکن۔ قیامت آجائے گی لیکن ایسا نہیں ہوگا۔

جن لوگوں کو یہ سمجھ آ گئی کہ سورج مغرب سے طلوع ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ اس کے لیے زمین کو اپنا گھومنے کا رخ تبدیل کرنا پڑے گا اور ایسا ممکن ہی نہیں۔ اگر کوئی ایک بھی سیارہ الٹا گھومے تو پورا آسمان جس میں کھرب ہا کہکشائیں ہیں اچانک تباہ ہو جائیں گی جیسے گاڑی تیز رفتار سے چل رہی ہو تو یہ ممکن ہی نہیں کہ تین ٹائر میں سے ایک ٹائر الٹا گھومنا شروع کر دے یا انجن میں کوئی ایک گراری ہی الٹا گھومنا شروع کر دے۔ پہلی بات تو یہ کہ ایسا ممکن ہی نہیں اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ ایسا ہو سکتا ہے تو پوری گاڑی اچانک تباہ ہو جائے گی اس کا نہ صرف انجن پھٹ جائے گا بلکہ پوری گاڑی ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی۔

جن کو اس بات کی سمجھ آ گئی انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اللہ کے نبی نے تمثیلی بات کی تھی نہ کہ حقیقی۔ حالانکہ ہم نے دیکھ لیا کہ ایسا قطعاً نہیں اللہ کے نبی محمد ﷺ نے تو بلکل سچ کہا اور غیر معمولی راز بیان کر دیا لیکن ہم نے آج تک سمجھنے میں غلطی کر دی۔

رسول اللہ ﷺ ہر بات ہر ایک کے سامنے نہیں کرتے تھے بلکہ سامنے والوں کی عقل کے مطابق بات بیان کرتے تھے یہ جو موجود آج راز کھل رہے ہیں اس وقت کی اکثریت ان کا ادراک نہیں کر سکتی تھی اور نہ ہی ان کے لیے یہ باتیں سمجھنا بہت ضروری تھیں بلکہ جس مقصد کو پورا کرنے کے لیے دنیا میں بھیجا گیا اصل مقصد تو اس کو پورا کرنا ہی مقصود تھا اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ایسی باتیں بہت کم اصحاب سے بیان کیں اور جن سے کیں وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے بہت قریبی اور غیر معمولی ذہانت رکھنے والے آصحاب تھے جیسا کہ ہم درج ذیل روایت میں دیکھ سکتے ہیں۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنهما ان رسول اللہ ﷺ سئل :

ھذه المغارب من این تغرب؟ وھذه المطالع من این تطلع؟ فقال ﷺ :

ھی علی رسلها لا تبرح ولا تزول، تغرب عن قوم وتطلع علی قوم،

وتغرب عن قوم وتطلع، فقوم يقولون غربت، وقوم يقولون طلعت.

(مسند امام ابو اسحاق الهمدانی)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: سورج کے جو غروب ہونے کے مقام ہیں کہاں سے غروب ہوتا ہے؟ اور اس کے جو طلوع ہونے کے مقام ہیں کہاں سے طلوع ہوتا ہے؟ پس جواب دیا رسول اللہ ﷺ نے اسے یعنی زمین کو اس پر یعنی سورج پر بھیجا جاتا ہے، سورج نہ ہی اوپر جاتا ہے اور نہ ہی نیچے آتا ہے، نہ ہی زمین سے دور جاتا ہے، نہ روانہ ہوتا ہے نہ تھکتا ہے، نہ رکتا ہے نہ ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف جاتا ہے۔ جہاں غروب ہوتا ہے ایک قوم سے وہیں سے ایک قوم پر طلوع ہوتا ہے اور غروب ہوتا ہے ایک قوم سے اور وہیں سے طلوع ہوتا ہے پس قوم یعنی لوگ کہتے ہیں غروب ہوگیا اور قوم یعنی لوگ کہتے ہیں طلوع ہوگیا۔

برح. روانہ ہونا، اوپر جانا، کسی مقام کو چھوڑنا، کسی سے دور جانا، تھک جانا یا تھکاوٹ وغیرہ۔

زول. رکنا، ٹھہرنا، نیچے آنا، کسی کا ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف جانا۔

اُس وقت ایسے الفاظ انتہائی غیر معمولی اہمیت کے حامل تھے اور اُس وقت اس راز کو اتنی گہرائی سے جاننا صرف ایک ہی صورت میں ممکن تھا کہ جیسے آج ہم زمین کو گھومتے ہوئے اور سورج کے طلوع وغروب کی حقیقت کو اپنے ٹی وی یا کمپیوٹر کی سکرینوں پر دیکھتے ہیں بلکل اسی طرح اپنی آنکھوں سے یہ سب دیکھ کر ہے ایسے الفاظ بیان کیے جاسکتے تھے یا اگر خالق ومالک اللہ سبحان وتعالیٰ اگر کسی کو دیکھا دیں تو ممکن تھا۔ بہر حال جو حقیقت آج ہم پر جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے ہی منکشف ہوئی وہ آج سے صدیوں قبل جب کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا تب اللہ کے رسول محمد ﷺ نے یہ حقیقت بیان کردی۔ اب جب رسول اللہ ﷺ کو خود اس حقیقت کا علم تھا تو پھر اگر محمد رسول اللہ ﷺ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کا کہتے

ہیں تو اس کا بلکل واضع اور صاف مطلب یہی ہے جو روایت میں اللہ کے نبی نے بیان کر دیا۔ کہ لوگ کہتے ہیں طلوع ہو گیا اور لوگ کہتے ہیں غروب ہو گیا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ غروب تو ہوتا ہے نہیں جہاں ہمیں غروب ہوتا ہوا نظر آ رہا ہوتا ہے وہیں سے دوسری قوم پر طلوع ہو رہا ہوتا ہے۔ یعنی مغرب سے ہی طلوع بھی ہو رہا ہوتا ہے یہی وہ راز تھا جب یہ منکشف ہونا تھا تب کسی نفس کا ایمان لانا اسے کوئی نفع نہ دے گا۔ اس لیے نفع نہیں دے گا کیونکہ اس وقت دنیا کا ہر انسان عملی طور پر فساد کبیر میں شریک ہو کر اللہ کے ساتھ شریک بنا ہوا ہو گا۔

یہ بات محمد رسول اللہ ﷺ نے کسی عام موقع پر نہیں کی نہ ہی اکثریت سے یہ الفاظ بیان کیے بلکہ یہ الفاظ صرف ابن عباس جو کہ رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھی تھے اور ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہ کی بہن کے بیٹے بھی تھے سے ان کے سوال پر بیان کیے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابن عباس یعنی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے لیے دعا بھی کی۔

اللهم فقهه فى الدين و علمه التأويل. (البزار، ابن حبان، طبرانی، البایه و النهایه)

اے اللہ اسے دین کی سمجھ دے اور تاویل کرنے کا علم دے

ممکن ہے رسول اللہ ﷺ نے یہ بات ابن عباس رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور سے بھی بیان کی ہو مگر ہم تک یہ روایت ابن عباس سے متعلق ہی ملتی ہے۔ الحمدللہ ہم نے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ایک پہلو سے جان لیا جو نہایت ضروری تھا اب ہم اس کا دوسرا پہلو یا اسے دوسرے پہلو سے سمجھتے ہیں۔

دوسرا پہلو۔

قال رسول الله ﷺ أول الآيات طلوع الشمس من مغربها. (طبرانی، کنزل العمال)

رسول اللہ ﷺ نے کہا پہلی آیات طلوع ہونا ہے سورج کا اس کے یعنی زمین کے مغرب سے۔

سورج کا مغرب سے طلوع ہونا کیا ہے اس کا جواب بہت ہی واضع اسی روایت کے الفاظ میں موجود ہے لیکن وہ تب ہی نظر آئے گا جب روایت کے الفاظ میں غور کیا جائے گا۔

طلوع الشمس من مغربھا.

طلوع ہوگا شمس اس کے یعنی زمین کے مغرب سے۔

روایت میں **من مغرب** نہیں ہے بلکہ **من مغربھا** ہے **مغرب** کیساتھ **"ھا"** کا اضافہ ہے کہ سورج زمین کے مغرب سے طلوع ہوگا۔ یعنی جہاں ہم سورج کو غروب ہوتا دیکھ رہے ہوتے ہیں وہاں سے طلوع ہوگا۔ ہمارے لیے تو مغرب کا کوئی نہ کوئی مقام ہوتا ہے اور وہ بھی کوئی ایک نہیں ہوتا بلکہ پوری دنیا کے انسانوں کے لیے الگ الگ مغرب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سورج اس کے مغرب سے طلوع ہوگا تو سب سے پہلے ہمیں اس کا مغرب یعنی غروب ہونے کا مقام کونسا ہے اس کا تعین کرنا پڑے گا جو کہ وجود ہی نہیں رکھتا۔ یعنی ایسا کوئی مقام ہے ہی نہیں جہاں سورج غروب ہو سورج تو غروب ہوتا ہی نہیں۔ زمین کے لیے سورج کا کوئی بھی مقام غروب ہے ہی نہیں جس سے کھل کر واضع ہو جاتا ہے کہ سورج جیسے چلتا نظر آ رہا ہے ویسا ہی چلتا رہے گا البتہ وہ تو زمین پر موجود انسانوں کے لیے مغرب اور اور مشرق ہوتا ہے۔ جہاں انسان کو سورج غروب ہوتا نظر آئے گا وہی سے وہ طلوع ہوگا۔ جب غروب انسانوں کے نزدیک ہوتا ہے وہ طلوع بھی انسانوں کے ہی نزدیک ہوگا۔ زمین کا کوئی بھی ایک مقام ایسا نہیں جہاں سورج غروب ہوتا ہے بلکہ جیسے جیسے زمین گھومتی ہے ایک جگہ سورج غروب ہوتا ہے تو وہیں طلرع میں ہو رہا ہوتا ہے۔ یوں تو پوری زمین ہی سورج کا مشرق بھی بن جاتی ہے اور مغرب بھی۔ جہاں زمین پر غروب ہو رہا ہوتا ہے تو وہیں سے طلوع بھی ہو رہا ہوتا ہے۔

پہلے پہلو میں سورج اور زمین کے بارے میں جو آج سے پہلے انسانوں کا نظریہ تھا وہ بیان کیا جا چکا جس کے مطابق لوگ سمجھتے تھے کہ سورج سفر کر رہا ہے اور پوری دنیا کے انسانوں پر بیک وقت طلوع اور غروب ہوتا ہے لیکن آج یہ راز کھل گیا کہ سورج تو غروب ہوتا ہی نہیں۔ غروب اور طلوع تو زمین پر موجود مخلوقات کے لیے ہے اور جب یہ سب راز کھل گئے تو پتہ چلا کہ جہاں دنیا کے لوگوں پر سورج غروب ہو رہا ہوتا ہے تو اسی مقام سے وہیں وہ دوسروں پر طلوع ہو رہا ہوتا ہے یہ تھا سورج کا اس کے مغرب سے طلوع ہونا۔

تیسرا پہلو

قال رسول الله ﷺ أول الآيات طلوع الشمس من مغربها. (طبرانی، کنزل العمال)

رسول اللہ ﷺ نے کہا پہلی آیات طلوع ہونا ہے سورج کا اس کے مغرب سے۔

سورج کا اس کے مغرب سے طلوع ہونا قیامت کی پہلی آیات ہیں۔ یہاں جو بات قابل غور ہے وہ یہ کہ اگر سورج مغرب سے طلوع ہو یعنی کہ سورج الٹا سفر کرتا نظر آئے تو یہ ایک ہی آیت ہو سکتی ہے نہ کہ آیک سے زائد آیت۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے الفاظ میں جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ **أول الآيات.** پہلی آیات۔ یہ نقطہ ذہن میں رکھنا لازمی ہے جو غور و فکر پر مجبور کرتا ہے۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ایک نہیں بلکہ ایک سے زائد آیات ہیں۔ آیت کے معنی نشانی اور آیات کے معنی نشانیوں کے لیے جاتے ہیں ہم یہ معنی نہیں لیں گے کیونکہ روایت کا متن اس کی اجازت ہی نہیں دیتا بلکہ ہم اس بارے میں مزید غور و فکر کریں گے اور جانیں گے کہ اللہ کے نبی محمد رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں مزید کیا کہا۔

قال رسول الله ﷺ: لا تقوم الساعة حتى تطلع الشمس من مغربها، فاذا طلعت ورآها الناس امن من عليها، فذاک حين(لا ينفع نفساً ايمانها لم تكن آمنت من قبل أو كسبت فى ايمانها خيراً. الانعام : ١٥٨). هَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّآ اَنۡ تَاۡتِيَهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ اَوۡ يَاۡتِىَ رَبُّكَ اَوۡ يَاۡتِىَ بَعۡضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ يَوۡمَ يَاۡتِىۡ بَعۡضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنۡفَعُ نَفۡسًا اِيۡمَانُهَا لَمۡ تَكُنۡ

اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ کَسَبَتْ فِیْۤ اِیْمَانِهَا خَیْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْۤا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۔

(ابو داؤد، ابن ماجه)

رسول اللہ ﷺ نے کہا نہیں قائم ہوگی ساعت یعنی آخری تباہی قیامت حتیٰ کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے، پس جب طلوع ہوگا اور انسان دیکھیں گے ایمان لے آئیں گے جن پر طلوع ہوگا، پس وہ یہ وقت ہوگا جب کسی نفس کو اس کا ایمان لانا نفع نہ دے گا اگر وہ اس سے پہلے ایمان نہ لایا یا اپنے ایمان میں خیر نہ کمائی۔ آگے رسول اللہ ﷺ نے سورۃ الانعام کی آیت ۱۵۸ کی تلاوت کی۔

جیسا کہ پیچھے ہم نے بیان کیا تھا کہ ہم آیات کو آیات ہی رہنے دیں گے۔ جب ہم اس روایت کو دیکھیں تو بات واضع ہوجاتی ہے کہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا کوئی ایک آیت نہیں بلکہ زیادہ آیات ہیں۔ جس کی تصدیق اس روایت میں رسول اللہ ﷺ کا یہ کہنا کہ وہ وقت ہوگا یعنی سورج کا مغرب سے طلوع ہونا وہ وقت ہوگا جو قرآن میں سورت الانعام کی آیت ۱۵۸ ہے۔ وہ آیات کیا ہیں ان پر آگے بات ہوگی لیکن اس سے پہلے روایت میں ایک اور نقطے کو سامنے رکھ لیں۔

رسول اللہ ﷺ نے کہا

فاذا طلعت ورآها الناس امن من عليها

پس جب طلوع ہوگا اور انسان دیکھ کر ایمان لے آئیں گے جن پر طلوع ہوگا۔

بہت ہی عجیب وغریب بات ہے کہ اگر سورج مغرب سے ایسے ہی طلوع ہو جیسے مشرق سے ہوتا ہے یعنی اس طرح ہو کہ ہم اپنی آنکھوں سے اسے مغرب سے طلوع ہوتا دیکھیں اور وہ الٹا سفر کرتا ہوا ہمیں مغرب سے مشرق کی طرف جاتا دیکھائی دے تو تمام انسانوں کو نظر آنا چاہیے اور تمام کے تمام انسانوں کو ایمان لانا چاہیے لیکن رسول اللہ ﷺ یہ کہہ رہے ہیں کہ دیکھ کر ایمان وہ لائیں گے جن پر طلوع ہوگا یعنی کہ نہ ہی تمام دنیا کے انسان دیکھ پائیں گے اور نہ ہی تمام دنیا کے انسان ایمان لائیں گے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔ آج جب سورج مشرق سے نکلتا ہے تو سب انسان دیکھتے ہیں اور سب پر

طلوع ہوتا ہے لیکن جب وہ مغرب سے طلوع ہوگا تو سب پر طلوع نہیں ہوگا نہ ہی سب دیکھ سکیں گے ایسا کس طرح ممکن ہوسکتا ہے۔ اس سوال کا جواب بھی رسول اللہ ﷺ نے ساتھ ہی اپنے اگلے الفاظ میں دے دیا۔

فذاک حين

پس وہ وقت ہوگا

یعنی ایسا ہرگز نہیں ہے کہ سورج کی سمت تبدیل ہوگی بلکہ کچھ ایسے حالات وواقعات ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے ان الفاظ میں بیان کیا کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا اس کا مطلب کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے ساتھ ہی اس کی بھی وضاحت کردی کہ یہ وہ وقت ہوگا

(لا ينفع نفساً ايمانها لم تكن آمنت من قبل أو كسبت فى ايمانها خيراً.

الانعام : ١٥٨).

نہیں نفع دے گا کسی نفس کو اس کا ایمان لانا جو نہ لایا اس سے پہلے ایمان یا نہ کمائی اس نے اپنے ایمان میں خیر۔ رسول اللہ ﷺ نے یہاں سورۃ الانعام کی ۱۵۸ آیت تلاوت کی۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا کیا ہے اس کے لیے ہمیں سورۃ الانعام کی اس آیت میں غور کرنا ہونا تب جا کر ہم پر حقیقت منکشف ہوگی۔

هَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ تَاۡتِيَهُمُ الۡمَلٰٓـئِكَةُ اَوۡ يَاۡتِىَ رَبُّكَ اَوۡ يَاۡتِىَ بَعۡضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ يَوۡمَ يَاۡتِىۡ بَعۡضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنۡفَعُ نَفۡسًا اِيۡمَانُهَا لَمۡ تَكُنۡ اٰمَنَتۡ مِنۡ قَبۡلُ اَوۡ كَسَبَتۡ فِىۡۤ اِيۡمَانِهَا خَيۡرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوۡۤا اِنَّا مُنۡتَظِرُوۡنَ .(الانعام ١٥٨)

کیا انتظار کررہے ہیں مگر کہ ان کے کرتوتوں کے سبب آئیں ان پر ملائکہ یا آئے تیرا ربّ یا آئیں بعض آیات تیرے رب کی، جس یوم آئیں گی بعض آیات تیرے ربّ کی نہیں نفع دے گا کسی نفس کو اس کا ایمان لانا نہ ہوا وہ اس سے پہلے ایمان والا یا کمائی خیر اس نے اپنے ایمان میں، کہو انتظار کرو اور اس میں کچھ شک نہیں ہم بھی

انتظار کر رہے ہیں۔

یہ بہت ہی گہری آیت ہے نہ صرف گہری بلکہ انسان کے رونگٹے کھڑے کر دینے والی ہے۔انسان کے لیے دنیا کو قید خانہ بنا دیتی ہے اگر انسان کو سمجھ آجائے اور وہ ایمان لے آئے جیسے کہ ایمان لانے کا حق ہے۔

جب تک ہم اس آیت کا پس منظر نہیں جانیں گے تب تک ہم اس آیت کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔تب تک ہمارے نزدیک یہ چند الفاظ کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا۔اوراس آیت کا پس منظر جاننے کے لیے ہم پر ضروری ہے کہ ہم اس سے پیچھے کی تمام آیات میں غوروفکر کریں تب جاکر ہم پر یہ آیت واضح ہوگی۔اگر ہم اس آیت کا پس منظر تفصیل سے بیان کریں تو وہ بہت زیادہ لمبا ہو جائے گا اس لیے ہم جولب لباب ہے اس کو سامنے رکھیں گے باقی اس آیت کا پس منظر وہی ہے جو پیچھے پوری کتاب میں بیان کیا جاچکا اور جو کچھ آگے کتاب کے آخر تک آئے گا۔

مثلاً اللہ سبحان وتعالیٰ سورت الانعام میں ہی کہتے ہیں تم سے پہلے جو قومیں ہلاک ہوچکیں یعنی قوم نوح، عاد، ثمود، لوط، آل فرعون، مدین والے، کہ ان سب کو زمین میں وہ اختیارات وہ قوت، وسائل، اسباب وغیرہ حاصل تھے جو تمہیں حاصل نہیں ہیں یعنی وہ تم سے قوت ووسائل وغیرہ میں بڑھ کر تھے اس کے باوجود ان کا انجام کیا ہوا؟

پھر اللہ سبحان وتعالیٰ زمین میں پہلی قوموں کے آثار سے عبرت حاصل کرنے کا کہتے ہیں کہ انہیں کیسے ہلاک کیا گیا ان کیآ ثار سے آج ہم پر سب کچھ منکشف ہو چکا۔

پھر اللہ سبحان وتعالیٰ آسمانوں، زمینوں اور جو کچھ بھی ان کے درمیان ہے کے بارے میں کہتے ہیں کہ اللہ نے یہ سب حق کیساتھ خلق کیا۔حق کیساتھ خلق کرنا کیا ہے اس کی تفصیل سے کتاب بھری پڑی ہے اور پیچھے تفصیل سے سب کچھ گزر چکا ہے۔

اللہ سبحان وتعالیٰ نے انسان کو طین سے یعنی زمین کے اندر جو کالا کیچڑ ہے جسے آج ہم خام تیل کا نام دیتے ہیں اس سے خلق کیا۔انسان کو اپنی ہی خلق میں غوروفکر کا حکم دیتے ہیں۔یعنی کہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے کائنات کی حقیقت کھول کر بیان کر دی اور بتا دیا کہ اللہ کے علاوہ اگر کسی کی بات مانی جائے گی تو کائنات میں تباہیاں آجائیں گی۔اس لیے اللہ کے علاوہ اور کسی کی بھی بات مان کر فساد نہ کرو۔

آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ بھی ہے سب اللہ کی آیات ہیں ان میں چھیڑ چھاڑ نہ کرو۔ان سے پنگے مت لو۔اللہ کے غیب کے پیچھے مت پڑو۔جو کچھ اللہ نے تمہارے لیے خلق کر دیا اسی پر توکل کرو، اس کے علاوہ خود اللہ کی مخلوقات میں چھیڑ چھاڑ کر

کے اپنی ضروریات خلق نہ کرو۔ جو کچھ بھی ہے آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ان کے درمیان ہے سب اللہ کی آیات ہیں اگر ان میں چھیڑ چھاڑ کی جائے گی تو اللہ سبحان وتعالیٰ نے واضع کر دیا کہ اللہ نے اجل یعنی ردعمل بھی خلق کیا ہے۔ اللہ کی خلق تبدیلی کی متحمل ہو ہی نہیں سکتی اس لیے پھر آیات تباہ ہوں گی اور اس تباہی کی لپیٹ میں تم خود بھی آؤ گے۔ یہ مختصراس آیت کا پس منظر ہے۔ باقی یوں سمجھیں کہ پوری کی پوری کتاب ہی اس ایک آیت کا پس منظر اور اسی کی وضاحت ہے۔

باقی اللہ سبحان وتعالیٰ نے آج جو خود کو بڑے بڑے عالم یعنی سائنسدان کہتے ہیں ان کے بڑے بڑے دعوؤں کا پردہ چاک کر دیا۔ آج تک جتنے بھی سائنسدان ہیں جنہوں نے کائنات کو بہت قریب سے دیکھا ان میں سے کچھ تو ایمان لے آئے مگر بہت کم ہیں جو ایمان لائے اور ان میں سے بھی ایسے بہت کم ہیں جو اس طرح ایمان لائے جو ایمان اللہ کے ہاں متقبول ہے نہ کہ ایسا ایمان جو ایمان کے نام پر خود کو دھوکے میں رکھنا ہو حقیقت میں کافر کے کافر ہی رہیں۔ اور باقی جتنے بھی سائنسدان ہیں ان میں اکثریت کا کہنا اور ان کے دعوے یہ ہیں کہ کائنات ایک خودکار نظام سے چل رہی ہے۔ جسے انگلش میں نیچر اور اردو میں فطرت کہتے ہیں۔ کہ جیسے جیسے انسان فطرت کو مسخر کرتا جائے گا کائنات اس کے کنٹرول میں آتی جائے گی۔ یعنی آسان الفاظ میں بیان کریں تو ان کا کہنا ہے کہ بادلوں کا ایک نظام ہے اگر ہم اس نظام میں تحقیق کر کے اسے جان لیں تو ہم بادلوں پر مکمل کنٹرول پالیں گے۔ اسی طرح زمین جو شئے بھی اگاتی ہے اگر تحقیقات کر کے ہم وہ قانون جان لیں تو ہم اس پر بھی کنٹرول پالیں گے اسی طرح بتدریج کرتے کرتے ہم پوری کائنات کو مسخر کر سکتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ ہم کائنات کی پورے نظام کا جو بنیادی نقطہ ہے اسے جان کر اس میں تحقیق کر کے اسے مسخر کر لیں تو پوری کائنات کو اپنے کنٹرول میں لے سکتے ہیں اور پوری کائنات میں اگر کوئی مالک ہو گا کسی کا حکم چلے گا تم ہم ہی ہوں گے جن کے ہاتھ میں اس کا کنٹرول ہو گا اور جسے چاہیں جب چاہیں موت دیں جسے چاہیں جب چاہیں زندہ کریں۔ یہی وہ دھوکہ تھا جس دھوکہ میں ابلیس مبتلا ہو کر اللہ کے ہاں کافر بن چکا تھا۔

لیکن اللہ سبحان وتعالیٰ نے ان کے ان بڑے بڑے دعوؤں کا پول کھول کر رکھ دیا۔

تَاْتِیَهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ اَوْ یَاْتِیَ رَبُّکَ اَوْ یَاْتِیَ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّکَ

یعنی اس میں کچھ شک نہیں کہ کائنات ایسے ہی نظام سے ایسے ہی قوانین سے چل رہی ہے لیکن وہ قوانین یعنی فطرت ہی سب کچھ نہیں ہے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے یہاں تین ذاتوں کا ذکر کیا۔ ان میں تیسرے پر اسے رکھا جسے یہ سب کچھ سمجھ رہے ہیں۔ اس سے پہلے اللہ سبحان وتعالیٰ نے ملائکہ کا ذکر کیا کہ اگر تم اللہ کی کائنات میں اللہ کی آیات میں چھیڑ چھاڑ کرو گے تو کائنات پر

ملائکہ معمور ہیں وہ ایسی نوبت ہی نہیں آنے دیں گے۔اور پھر اللہ سبحان وتعالیٰ کی ذات بذات خود بھی کائنات کے معاملات کو دیکھ رہی ہے اس لیے اگر کائنات میں اللہ کی مخلوقات کو مسخر کرنے کے خواب دیکھو گے تو یہ پورے ہونا ناممکن ہیں۔اور تیسری پر اللہ سبحان وتعالیٰ نے انہیں کے نظریے کی بھی حقیقت بیان کردی کہ اگر تم اللہ کی آیات کو اپنے مقاصد کے لیے یا کسی بھی وجہ سے ان میں چھیڑ چھاڑ کروگے تو ان میں خرابیاں ہوں گی ان خرابیوں کی وجہ سے تباہ ہوں گی یعنی وہ آیات آئیں گی۔مثلاً اللہ نے زمین کے گرد گیسوں کی سات تہیں یعنی سات آسمان بنادیئے انہیں سے بادلوں کا نظام چلتا ہے اگر تم بادلوں کو مسخر کرنے کی غرض سے آسمان میں چھیڑ چھاڑ کروگے تو بادلوں کا نظام خراب ہوجائے گا۔موسموں میں تبدیلیاں واقع ہوں گی یوں زمین پر ہر شئے تباہی کے دہانے پر پہنچ جائے گی تم اس تباہی کا شکار ہوگے۔

جب آیات کا کفر کیا جاتا ہے یعنی اللہ کی تمام مخلوقات اللہ کی آیات ہیں جب ان میں چھیڑ چھاڑ کی جاتی ہے تو تباہیاں آتی ہیں۔زلزلے،طوفان،موسموں کا بدل جانا،زمین کا اگانا چھوڑ دیناوغیرہ سمیت باقی ایسا سب یہ سب اللہ کی آیات ہیں جو آگئیں۔

چوتھا پہلو

مشرق کو مشرق کہا ہی اس وجہ سے جاتا ہے کہ وہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے مشرق کسی خاص ایک نقطے کا نام نہیں ہے اگر ایسا ہوتو پوری دنیا کے لیے ایک ہی مشرق ہونا چاہیے لیکن جب ہم غور کریں تو پوری دنیا کے لیے مشرق الگ الگ ہے حتیٰ کہ جو مقام ہمارے لیے مشرق ہے وہی اوروں کے لیے مغرب۔

اسی طرح مغرب کو مغرب کہا ہی اس وجہ سے جاتا ہے کہ ادھر سورج غروب ہوتا ہے وگرنہ اگر مغرب کسی خاص ایک نقطے کا نام ہے تو پوری دنیا کے لیے ایک ہی ہونا چاہیے لیکن جب ہم غور کریں تو جو ہمارے لیے مغرب ہے وہ دوسروں کے لیے مشرق ہے۔

اور اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونے سے مراد الٹا سفر کرنا شروع کردے گا تو تب بھی مشرق وہی کہلائے گا جہان سے سورج طلوع ہوگا اور مغرب وہی کہلائے گا جہاں سورج غروب ہوگا۔اگر اس سے مراد یہ ہوتا کہ سورج الٹا سفر کرنا شروع کردے گا تو رسول اللہ ﷺ کو یہ کہنا چاہیے تھا اور ضرور یہ کہتے کہ سورج اپنی سمت تبدیل کرلے گا جو کہ اللہ

کے قانون میں ناممکن ہے اسی لیے تو اللہ کے نبی محمد رسول اللہ ﷺ نے ایسا نہیں کہا۔
اس لیے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہمارے نزدیک ہے نہ کہ سورج کے نزدیک۔ انسان پہلے یہی سمجھتا رہا کہ سورج غروب ہو جاتا ہے اور رات بھر غائب رہتا ہے، سورج کا طلوع اور غروب کوئی متعین مقام ہے یعنی کسی خاص ایک مقام سے سورج طلوع ہوتا ہے اور اسی طرح کسی خاص ایک مقام پر غروب ہوتا ہے لیکن آج جب حقیقت کھل گئی انسان نے اپنی آنکھوں سے اللہ کی ان آیات کو دیکھ لیا کہ سورج تو غروب ہوتا ہی نہیں۔ جہاں ایک قوم پر غروب ہو رہا ہوتا ہے تو وہیں دوسری قوم پر طلوع ہو رہا ہوتا ہے۔ یعنی ایک مقام ایک قوم کے لیے مغرب تو دوسری کے لیے وہی مقام مغرب۔ یوں سورج انسانوں کے نزدیک آج مغرب سے طلوع ہو رہا ہے۔

پانچواں پہلو۔

بنیادی طور پر سورج کا مغرب سے طلوع ہونا یہ ہے کہ جب اللہ کے بعض آیات آجائیں گی تب صرف ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا حتیٰ کہ اس سے قبل جو ایمان لے آئے تھے۔ جب آیات آجائیں گی تب دنیا میں جتنے بھی انسان ہوں گے ان کا ایمان لانا انہیں کچھ نفع نہیں دے گا الا یہ کہ وہ ایسے اعمال کرلیں جن کی وجہ سے ان کی اصلاح ہو جائے یعنی عمل صالح، اعمال صالح سے ہی ایمان میں خیر کمائی جائے گی۔ اور جب آیات ظاہر ہو جائیں گی تب صرف ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ ایمان غیب پر لایا جاتا ہے اور جب غیب ظاہر ہو جائے تب ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں تب ایمان کی جگہ اعمال لے لیں گے۔ ایسے اعمال نہ کیے جن سے اصلاح ہو جائے تو محض ایمان کچھ نفع نہ دے گا۔
ایمان لایا جاتا ہے چھپی ہوئی شئے پر۔ مثال کے طور پر میں جنگل میں رہتا ہوں وہیں پیدا ہوا وہیں پلا بڑا۔ مجھے اس جدید معاشرے کا کوئی شعور نہیں۔ آپ شکار وغیرہ کی غرض سے جنگل میں آتے ہیں آپ کی مجھ سے دوستی ہو جاتی ہے۔ آپ مجھے فون کے بارے میں بتائیں کہ ایسی شئے ہے جس سے ہزاروں کلومیٹر دور انسان کسی سے ایسے بات کرسکتا ہے جیسے آمنے سامنے بیٹھ کر۔ اب میرے لیے یہ ناقابل تسلیم بات ہوگی لیکن اس کے باوجود اگر میں تسلیم کرلوں کہ ہاں میں مانتا ہوں ایسی کوئی شئے ہے خواہ میری سمجھ میں نہ آئے تو یہ ایمان کہلائے گا۔ لیکن اگر میں تسلیم نہ کروں جب تک کہ میں دیکھ نہ لوں تو وہ

ایمان نہیں کہلائے گا۔ کیوں کہ جب میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی تب میرے لیے انکار کا دروازہ ہی بند ہو جاتا ہے۔ تب ایمان لانے والا وقت ہی ختم ہو چکا ہوتا ہے۔ ایمان لانے کا وقت تب تک تھا جب تک وہ مجھ سے پوشیدہ تھی میرے لیے صرف ایک خبر تھی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کی یہ آیات ظاہر کب ہوں گی؟ اس کا جواب ہے جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ کیسے ہوں گی؟ تو اس کا جواب بھی اللہ سبحان وتعالیٰ نے دے دیا

سَنُرِيهِمْ ءَايَٰتِنَا فِى ٱلْءَافَاقِ وَفِىٓ أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ ٱلْحَقُّ ۗ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُۥ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ شَهِيدٌ . فصلت ۵۳

أَلَآ إِنَّهُمْ فِى مِرْيَةٍ مِّن لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ۗ أَلَآ إِنَّهُۥ بِكُلِّ شَىْءٍ مُّحِيطٌۢ ۔ فصلت ۵۴

ترجمہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

روایات سے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے حوالے سے جو باتیں سامنے آتی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

ایک تو ان روایات سے بلکل واضع ہوتا ہے کہ سورج زمین کے گرد گھوم رہا ہے نہ کہ زمین سورج کے گرد۔ جب سائنسدانوں کو اس بات کا علم ہوا کہ زمین اپنے ہی محور پر گھوم رہی ہے جس سے دن اور رات ہوتے ہیں نہ کہ سورج زمین کے گرد گھوم رہا ہے تو اس وقت کے بہت سے علماء نے بہت سے دلائل سے سائنسدانوں کو غلط ثابت کرنے کے دعوے کیے اور اس کا رد کیا کہ سورج کی بجائے زمین گھوم رہی ہے۔ علماء کے دلائل میں جو سب سے مضبوط ترین دلائل تھے جو بنیادی حثیت کے تھے وہ یہی روایات تھیں جنہیں اللہ کے نبی ﷺ سے منسوب کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ سورج عرش کے نیچے جا کر سجدہ کرتا ہے اور دوبارہ طلوع ہونے کی اجازت مانگتا ہے اسے اجازت دے دی جاتی ہے تو وہ دوبارہ مشرق سے طلوع ہوتا ہے اور یہ سلسلہ چلتا رہے گا حتیٰ کہ اسے دوبارہ طلوع کی اجازت نہیں دی جائے گی اور حکم دیا جاے گا کہ جہاں سے آیا ہے وہیں سے طلوع ہو تب وہ مغرب سے طلوع ہوگا۔

ان روایات میں تو بلکل صراحت سے یہی واضع ہوتا ہے کہ سورج زمین کے گرد چکر کاٹ رہا ہے لیکن آج یہ روز روشن کی طرح

عیاں ہو چکا ہے سورج نہیں بلکہ زمین کی گردش سے دن اور رات آتے جاتے ہیں۔اس کے باوجود اگر ہم تسلیم کرنے کو تیار نہیں تو اس سے زیادہ کھلی ہوئی اور کون سی بات ہو سکتی ہے۔ آج اس طرح واضع ہونے کے باوجود بھی ہم رسول اللہ ﷺ پر افتراء کرنے پر بضد ہیں۔

پھر بعض روایات میں ہے کہ سورج صرف ایک ہی دن کے لیے مغرب سے طلوع ہو گا اس کے بعد دوبارہ پہلے کی طرح مشرق سے ہی طلوع ہوتا رہے گا۔

پھر بعض روایات میں ہے کہ سورج مغرب سے طلوع ہو کر سر پر پہنچے گا تو دوبارہ واپس چلا جائے گا یعنی وہ طلوع تو مغرب سے ہو گا لیکن غروب مشرق میں نہیں ہو گا بلکہ جب سر پر پہنچے گا تو دوبارہ واپس چلا جائے گا۔مطلب کہ مغرب سے طلوع ہو کر مغرب میں ہی غروب ہو گا اور اس کے بعد پہلے کی طرح مشرق سے ہی طلوع ہوتا رہے گا۔

اب اگر یہ تسلیم کر لیا جائے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر مشرقی خطوں کے رہنے والوں کے سر پر سورج آئے گا تو مغربی خطوں کے رہنے والوں میں سے اکثریت کے لیے اس وقت رات ہو گی اور جو باقی ہیں ان کے لیے بھی سورج کا ان کے سر پر ہونا ناممکن ہے۔یعنی کسی بھی طرح ایسا ممکن نہیں ہے کہ بیک وقت پوری دنیا پر سورج سر پر موجود ہے۔یہ اللہ کے قانون کے ہی خلاف ہے اور اللہ نے تو قرآن میں بار بار کہہ دیا۔

آیت کی عربی---

نہیں ہے تبدیلی اللہ کی خلق کے لیے۔

یعنی اللہ کی خلق تبدیلی کی متحمل ہے ہی نہیں اگر اللہ کی خلق میں کوئی تبدیلی کی جائے گی تو اس کا انجام صرف اور صرف تباہی کی صورت میں نکلے گا۔تبدیلی کے بعد وہ ٹھیک نہیں رہ سکتی۔

آیت کی عربی--

نہیں ہے تبدیلی اللہ کی سنت کے لیے۔

یعنی اللہ کا جو بھی طریقہ ہے وہ تبدیلی کا متحمل ہو ہی نہیں سکتا اگر اس میں تبدیلی کی جائے گی تو اس سے خرابیاں ہوں گی اور بالآخر تباہی آئے گی اور پھر یہ بھی کہ اللہ سبحان وتعالیٰ اپنی سنت یعنی طریقے میں تبدیلی نہیں کرتا۔

پھر ان کے علاوہ بعض روایات میں ہے کہ سورج مغرب سے طلوع ہونے کے بعد مغرب سے ہی طلوع ہوتا رہے گا حتیٰ کہ

قیامت قائم نہ ہو جائے۔

اب جب ہم ان روایات کو رسول اللہ ﷺ سے منسوب کرتے ہیں یا پھر صحیح روایات کو ہی اپنے تیار کردہ اصولوں اور ظن کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کی، پھر ویسے ہی نظریات قائم کیے اور انہیں عام کیا تو ان سے ایک ہی بات مختلف تضادات کے ساتھ سامنے آتی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ ایسا کہہ سکتے ہیں جو ممکن ہی نہ ہو اور جس میں کھلم کھلے تضادات موجود ہوں۔ البتہ ایک صورت ہو سکتی ہے اگر ہم رسول اللہ ﷺ کے بارے میں یہ نظریہ قائم کرلیں کہ وہ ظن کی اتباع بھی کرتے تھے۔ یعنی کہ بغیر علم کے اپنے ظن کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ یہ باتیں کہتے رہے۔ پہلے کچھ کہا بعد میں جب کچھ فرق نظر آیا تو وہ کہہ دیا اس کے بعد پھر جب کچھ فرق نظر آیا تو وہ کہہ دیا۔ نعوذ باللہ۔

رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کتب احادیث سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ نعوذ باللہ رسول اللہ ﷺ ظن کی اتباع کرتے تھے اور وہ بھی بخاری و مسلم جیسی کتابوں میں جن پر قرآن کی طرح آنکھیں بند کر کے ایمان لانے پر زور دیا جاتا ہے۔ میرا اس سے کوئی نقصان تو نہیں ہوگا بلکہ نقصان اسی کا اپنا ہوگا کہ کوئی رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ایسا نظریہ رکھے لیکن میرا ایمان اور میری غیرت قطعاً اس کی اجازت نہیں دیتی کہ میں رسول اللہ ﷺ پر اپنے عمل سے بہتان تراشی کروں اور زبان سے ان کی محبت اور سنت کی اتباع کا دم بھرتا رہوں۔ میں قطعاً اس نفاق کو پسند نہیں کرتا اور نہ ہی کروں گا۔ کیونکہ اللہ سبحان وتعالیٰ اپنے نبی محمد ﷺ کے بارے میں قرآن میں یوں بیان کرتے ہیں۔

میرا نبی کوئی بات نہیں کرتا مگر جو اس کی طرف وحی کی جاتی ہے والی آیات ---------------------------

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا سورج مغرب سے طلوع ہونے والی تمام احادیث من گھڑت ہیں اور کیا ایسا کوئی واقع پیش نہیں آئے گا؟

تو اس کا جواب بہت واضع ہے۔ وہ یہ کہ ہم نے صحیح احادیث کو سمجھنے میں غلطی کی۔ ہم نے پہلے قیاس پر مبنی اپنی عقائد و نظریات قائم کیے پھر انہی کی روشنی میں روایات کو ڈھال دیا۔ روایات کو اپنے مطلب کے معنی و تاویلیں پہنا دیں اور نہ صرف اس حد تک رہے بلکہ انہیں عام بھی کیا خوب تشہیر کی۔

جب ہم پچھلے پہلوؤں میں اس بات کو سمجھ چکے ہیں کہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا حقیقت میں ہے کیا تو ہمیں ان روایات کو سمجھنے میں کوئی بھی مشکل پیش نہیں آئے گی۔

جہاں تک بات ہے کہ سورج مغرب سے طلوع ہو کر سر پر آئے گا اس کے بعد پھر واپس چلا جائے گا اور پہلے ہی کی طرح ہو جائے گا تو اس کا مطلب دنیا میں ایک ایسا وقت آنا تھا جب انسانوں نے اللہ کی آیات میں چھیڑ چھاڑ کرنا تھی جب وہ کسی حد تک تحقیقات کر کے علم حاصل کر چکتے تو ان کو ایک دوسری قوم سے بدل دیا جانا تھا یا انہیں پھر واپس اسی سطح پر لے جانا تھا جہاں سے انہوں نے شروع کیا۔ یعنی ایک چھوٹے عرصے تک دنیا میں ان علوم کا ظاہر اور ان پر عمل ہونا تھا جن پر سائنس کے نام پر آج ہو رہا ہے۔ یہ وہ دور تھا جو امت مسلمہ پر آیا تھا کہ جب امت مسلمہ سائنس میں دن بدن بڑھتی جا رہی تھی۔

پھر صرف ایک ہی یوم سورج کا مغرب سے طلوع ہو کر مشرق میں غروب ہونا اس سے مراد موجودہ دور ہے جو القارعہ تک جاری رہے گا یعنی تیسری عالمی جنگ کے آخری مرحلے تک اس کے بعد سات سال تک عیسیٰ علیہ السلام کے دور اقتدار میں پوری دنیا ایک بار پھر فطرت پر چلی جائے گی۔ اور آخری بار جب مغرب سے طلوع ہو گا تو قیامت تک مغرب سے ہی طلوع ہوتا رہے گا تو یہ عیسیٰ علیہ السلام اور مومنوں کے ختم ہو جانے کے بعد کا دور ہے اس کے بعد دنیا فطرت پر نہیں آئے گی یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔

یہ بڑی بڑی خبریں تھیں جو ہم نہ سمجھ سکے۔

بہر حال دوسری بات یہ ہے کہ جو صحیح روایات ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے سورج کا مغرب سے طلوع ہونے کا ذکر کیا تو اللہ کے رسول محمد ﷺ نے ایسے الفاظ استعمال کیے جو ہر وقت کا احاطہ کریں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ اگر واضع طور پر اسوقت یہ کہتے کہ سورج نہیں بلکہ زمین کی گردش کی وجہ سے دن اور رات آتا ہے تو اس وقت کی اکثریت اس بات کو نہ صرف سمجھنے سے قاصر رہتی بلکہ عام لوگوں کے لیے دین کا معاملہ مشکوک ہو جاتا۔ کیونکہ جب ہر ایک اپنی آنکھوں سے یہی دیکھ رہا ہو کہ سورج ہی زمین کے گرد چکر کاٹ رہا ہے تو ایسے وقت میں سب کے سامنے یہ کہنا کہ نہیں سورج ایک جگہ پر ہے اور زمین گھوم رہی ہے تو یہ بات بہت ہی کم لوگوں کو سمجھ آتی اور اکثریت اس کا نہ صرف انکار پر مجبور ہو جاتی بلکہ دین کے دشمنوں کے ہاتھ اسلام کو اور محمد رسول اللہ ﷺ کے خلاف پروپیگنڈے کا ہتھیار لگ جاتا۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے انتہائی حکمت سے کام لیا اس وقت کے انسانوں کے سامنے کوئی ایسی بات بالکل واضع الفاظ میں نہیں کہی جس سے ان کے لیے مشکلات پیش آتیں۔

لیکن رسول اللہ ﷺ نے جو الفاظ استعمال کیے اور جو کھلم کھلے اشارے ساتھ کر دیئے ان سے کوئی بھی ذی شعور انسان اس معاملے کو سمجھنے میں مشکل کا شکار نہیں ہوتا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بلکل واضع کہہ دیا کہ یہ وہی وقت ہو گا جس کے

بارے میں قرآن میں اللہ سبحان وتعالیٰ نے یہ کہا۔

يَوۡمَ يَاۡتِىۡ بَعۡضُ اٰيٰتِ رَبِّکَ لَا يَنۡفَعُ نَفۡسًا اِيۡمَانُهَا لَمۡ تَكُنۡ اٰمَنَتۡ مِنۡ قَبۡلُ اَوۡ كَسَبَتۡ فِىۡۤ اِيۡمَانِهَا خَيۡرًا

اب جب قرآن کی اس آیت میں غور کریں تو اللہ سبحان وتعالیٰ بلکل کھول کر بیان کرتے ہیں کہ یہ وقت کب اور کون سا ہوگا یعنی ایسا کب ہوگا۔اس کا جواب اللہ سبحان وتعالیٰ نے قرآن میں یوں دے دیا۔

سَنُرِيۡهِمۡ اٰيٰتِنَا فِى الۡاٰفَاقِ وَفِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمۡ اَنَّهُ الۡحَقُّ ؕ اَوَلَمۡ يَكۡفِ بِرَبِّکَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدٌ . فصلت ۵۳

....

اَلَاۤ اِنَّهُمۡ فِىۡ مِرۡيَةٍ مِّنۡ لِّقَآءِ رَبِّهِمۡ ؕ اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىۡءٍ مُّحِيۡطٌ ۔ فصلت ۵۴

ان آیات کے تراجم---------------------------------------

اور آج ہم یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ جو آج سے پہلے جو سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا، جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا جو آج سے چند دہائیاں پہلے کے انسانوں کے لیے معجزات تھے آج وہ سب ہم اپنی آنکھوں سے نہ صرف دیکھ رہے ہیں بلکہ انجام بھی کھل کر واضع ہو چکا ہے۔ آج دنیا کے بڑے بڑے نامور سائنسدان علی الاعلان یہ کہہ رہے ہیں کہ ٹیکنالوجی کی وجہ سے دنیا اتنی فسادزدہ ہو چکی اور ہو رہی ہے کہ بہت جلد اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔ زمین پر زندگی کا تصور ختم ہو جائے گا۔

بڑے بڑے زلزلے، طوفانوں اور تباہیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور یہی تو اللہ سبحان وتعالیٰ نے کہا کہ یہ جان جائیں گے یہ حق ہے۔ یہی سب اللہ سبحان وتعالیٰ انسان سے بار بار کہتے رہے لیکن انسان نے رائی برابر بھی توجہ نہ دی۔

قرآن میں غور وفکر کرنے اور جن روایات میں سورج کا مغرب سے طلوع ہونا مذکور ہے ان روایات کو قرآن پر پرکھنے سے جو وضاحت ہوتی ہے اور راہنمائی ملتی ہے ہم اس پر بات کریں گے۔

سورج مغرب سے طلوع ہونے کا مطلب کیا ہے؟

سب سے پہلے اسے سمجھنا ہوگا۔ سورج اگر طلوع نہ ہو تو رات ہوتی ہے۔ یعنی جب سورج نکلتا ہے تو اندھیرے چھٹ جاتے ہیں اور روشنی ہو جاتی ہے۔ اندھیرے کو قرآن میں ظلمات کہا گیا ہے اور جہالت کو بھی اللہ سبحان وتعالیٰ نے قرآن میں ظلمات کہا ہے۔ جیسے سورج طلوع ہوتا ہے تو ظلمات ختم ہو جاتی ہیں اور نور یعنی روشنی ہو جاتی ہے اسی طرح جب ایسا سورج طلوع ہو جو جہالت کے اندھیروں کو ختم کر کے علم کے نور کو پھیلا دے تو ظلمات نور میں بدل جاتی ہیں۔

جیسا کہ حیران کن طور پر سورۃ الانعام کی پہلی ہی آیت میں اللہ سبحان وتعالیٰ نے اس کا ذکر کیا۔

یہاں ظلمات اور نور والی آیات ------------------------------

اگر ہم دنیا کے نقشے کو سامنے رکھیں اور اس کے مشرق و مغرب کا تعین کریں تو عرب دنیا کے مشرق میں اور تمام یہود و نصاریٰ کے خطے مغرب میں ہیں۔ قرآن یہود و نصاریٰ کے بارے میں بار بار یہ گواہی دے رہا ہے کہ وہ مغضوب اور ضالین ہیں۔ جہالت کی گھاٹیوں میں یعنی ظلمات میں ہیں۔ اور پھر اگر یہ لوگ کسی ایسے خطے پر غالب آجائیں جو منور ہو تو اس میں بھی یہ ظلمات پھیلا دیں گے ویسا ہی بنا دیں گے جیسے یہ خود ہیں۔

دوسری طرف عرب جو کہ دنیا کے مشرق میں ہیں جب پوری دنیا جہالت میں ڈھوبی ہوئی تھی یعنی ساری دنیا پر ظلمات چھائی ہوئیں تھیں تو اللہ سبحان وتعالیٰ نے مشرق سے ایک شمس طلوع کیا جس نے دیکھتے ہی دیکھتے دنیا کے ایک بڑے حصے کو اپنی روشنی سے روشن کر دیا۔ وہ سورج اللہ کے نبی محمد ﷺ تھے جن کے ذریعے اللہ سبحان وتعالیٰ نے دنیا پر چھائی ظلمات کو ہٹا کر روشن کیا۔

عربی کا لفظ جس کا معنی سورج لیا جاتا۔ سورج شمس نہیں ہے بلکہ اسے عربی میں شمس کہا جاتا ہے اور عربی میں سورج کو شمس کیوں

کہا جاتا ہے یہ جاننا بھی بہت ضروری ہے۔
قرآن میں اللہ سبحان وتعالیٰ کہتے ہیں کہ

ہم نے سورج کو ضیا بنایا والی آیت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ضیا یعنی روشنی والا، روشنی ظلمات کو ختم کر دیتی ہے ہٹا دیتی ہے۔ ہر وہ شئے جو ظلمات کو ہٹا دیتی ہے ظلمات تب ہٹی ہیں جب روشنی ہوتی ہے۔ جس شئے میں بھی ظلمات کو ہٹانے کی صلاحیت ہو وہ عربی میں شمس کہلاتی ہے۔ ظلمات اندھیرے کو نہیں کہتے، ظلمات کمیوں کو کہتے ہیں۔ جس شئے میں بھی کسی بھی قسم کی کمی ہو اسے ظلم کہتے ہیں۔ جہالت بھی ظلمات ہیں اور جہالت کی ظلمات تب ہٹتی ہیں جب علم کی روشنی آتی ہے۔ جو بھی انسان ایسا علم لے کر آئے کہ وہاں سے جہالت ختم ہو جائے جہالت چھٹ جائے تو وہ شمس کہلائے گا لیکن علم وہ نہیں جسے آج علم کہا جاتا ہے بلکہ وہ علم جس سے انسان پر اس کی دنیا میں موجودگی کا مقصد نہ صرف واضع ہو جائے بلکہ اسے پورا کیسے کیا جائے گا وہ راہنمائی بھی ہو اس میں۔
رسول اللہ ﷺ کی صورت میں اللہ سبحان وتعالیٰ نے دنیا کے مشرق سے سورج طلوع کیا جس نے دنیا کو ظلمات سے نکالا لیکن قیامت کے قریب مغرب سے سورج طلوع ہو گا۔ مغرب میں اہل روم نصاریٰ ہیں جنہیں اللہ سبحان وتعالیٰ نے ضالین قرار دیا۔ جو جہالت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ یہی لوگ قیامت کے قریب دنیا پر غالب آئیں گے اور دنیا کو دوبارہ ظلمات میں ڈبو دیں گے یہی وہ سورج تھا جس نے مغرب سے طلوع ہونا تھا۔ جب یہ مغرب والا سورج طلوع ہوا تو ہمیں رسول اللہ ﷺ کے الفاظ کی بھی سمجھ آئی جو ہم پہلے مرحلے میں سمجھ چکے ہیں۔
سورج تو مغرب سے کب کا طلوع ہو چکا لیکن اکثریت آج بھی انتظار میں ہے جنہوں نے اللہ کی نعمتوں کا شکر نہ کیا اللہ کی دی ہوئی آنکھوں، کانوں اور دلوں کا استعمال نہ کیا اس مقصد کے لیے جس مقصد کے لیے یہ نعمتیں دی گئیں تو وہ چوپائیوں کی مانند ہیں وہ انتظار کرتے رہیں گے اور اچانک قیامت آ جائے گی۔